انتخابات

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۰۲

عالمی آن لائن مشاعرہ
موجِ غزل

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

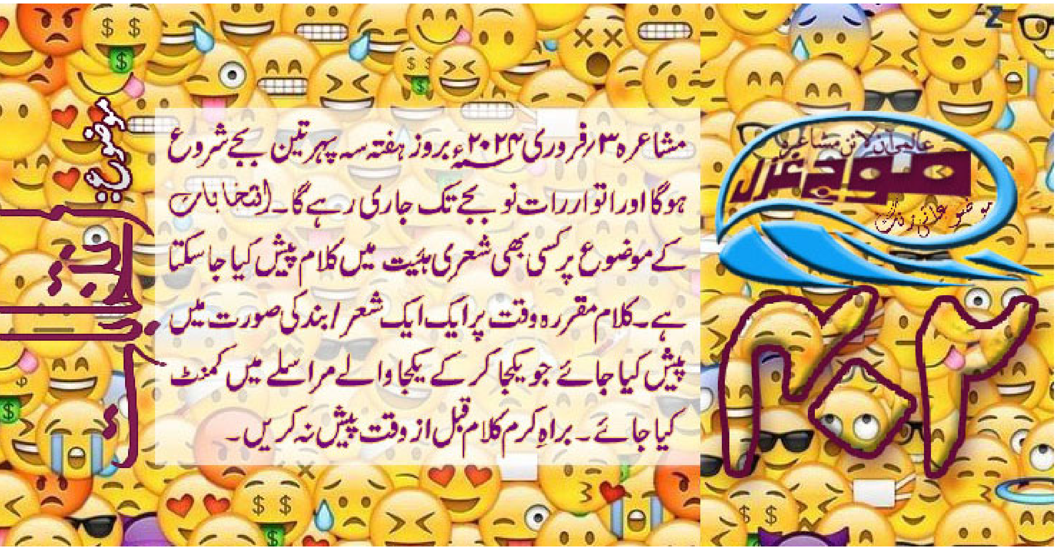
انتخابات

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۰۲

(طنز و مزاح)

مرتّبہ:
نوید ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام
https://archive.org/details/@nzkiani
nzkiani@gmail.com



موجِ غزل عالمی طرحی مشاعرہ نمبر ۴۰۲



فہرست

نوید ظفر کیانی

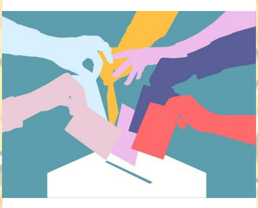
ہاشم علی خان ہمدم



تعظیم احمد
محمدی کھیری یوپی

الیکشن

(ایک قطعہ)



ہو رہے ہیں الیکشن مرے دیس میں
آ رہے ہیں سبھی اِک نئے بھیس میں

چاہتے ہیں، ملیں ووٹ ہم کو سدا
جیت بخت اُس کا ہے جو ٹِکے ریس میں



حنا اور چشتی



دیکھئے یہ سیاستیں کیا ہیں
یہ الیکشن کی چاہتیں کیا ہیں

کوئی ہے شیر تیر ہے کوئی
لے کے بلا یہ راحتیں کیا ہیں

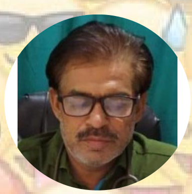
کوئی لیڈر ملا نہ اس جیسا
جو ہوئیں سب ضمانتیں کیا ہیں

پی ڈی ایم اک ہوئی خلاف اس کے
اب ہوئیں ساری چاہتیں کیا ہیں

پوچھے تو کوئی جا کے اب ان سے
ہو رہیں جو بغاوتیں کیا ہیں

کوئی قانون ہے نہ ضوابط ہیں
اب یہ ان میں عداوتیں کیا ہے

لگتا خاؔ ورنہ ہوگی پھر ووٹنگ
الیکشن کمیشن عدالتیں کیا ہیں



ڈاکٹر حامد حسین سسوا

موتیہاری بہار



جمہوریت میں دیکھا ہے، آتا ہے انتخاب
بالکل عجوبہ کھیل دِکھاتا ہے انتخاب

جھکتے ہیں کس طرح سے، ذرا عجز دیکھئے
پھر ظرف سب کا کس طرح پاتا ہے انتخاب

گرتے ہیں در پہ آن کے علماء ہوں یا رئیس
تعریف سب کے لب سے دکھاتا ہے انتخاب

اِتنے گرے ہیں عظمت و شہرت کی چاہ میں
سوچا نہیں کہ گل بھی کھلاتا ہے انتخاب

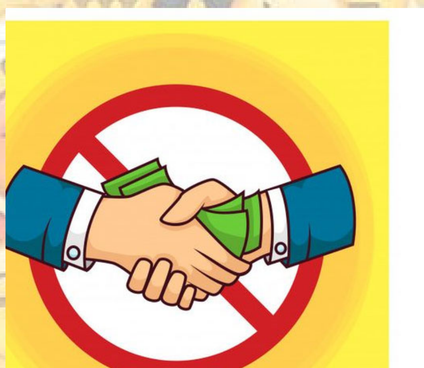
کینہ حسد ہے بغض یا لالچ بھی خوب ہے
جو کچھ دِلوں میں ہے وہ دکھاتا ہے انتخاب

غارت گری کا ہر جگہ بازار گرم ہے
ایسا بھی ننگا ناچ کراتا ہے انتخاب

دیکھا ہے کتنے گھر کی میں حالت بگڑ گئی
اپنے ہی گھر میں اشک گراتا ہے انتخاب



سفرؔ ندیم زہری



یہاں جوتے لگیں گے پھر وزیروں کو
غلامی میں رکھا سب نے غریبوں کو

کبھی پوچھا نہیں جو حال تک اپنا
جگاؤ تم یہاں مردہ ضمیروں کو

فقط چھیلے چھمیلے نام کر بیٹھے
یہی برباد کر بیٹھے امیروں کو

کئی مہرے کئی گھوڑے سبھی پالے
گرے کیسے کبھی پوچھو مشیروں کو

امن خاطر کبوتر ہی اڑائیں ہم
چلو واپس بلاؤ سب سفیروں کو

نہیں کوئی کرے جو بات حق انجم
ملے گی کب رہائی پھر اسیروں کو



شاہدہ صدیقی

ایک نوحہ / ایک دعا



چلے ہیں پھر کوئی رنگ لانے

نیا ڈراما ہے پر ہیں کردار سب پرانے

کھلی نگاہوں میں خواب لے لے کے سب سہانے

یہ دوڑ اندھی سی دوڑ ہے جس میں آئے ہیں اب تو سب لٹانے

(یا اندھے ہیں ریوڑیاں ہنڈانے)

عجب سی ہے گہما گہمی برپا

یہ ہر کوئی خود سے کہہ رہا ہے

کہ اب کے شاید نہ ایسا ہو کچھ

دلوں میں خوفِ خدا سا ہو کچھ

یہ قوم جو ننگی ہو چکی ہے

بصد حیا سر جھکا سا ہو کچھ

سبھی نے ہم کو یتیم جانا

وطن کو مالِ غنیم جانا

یہاں سے لوٹا۔۔۔وہاں سے لوٹا

جہاں سے چاہا، وہاں کھسوٹا

نہ فکرِ حرمت

نہ پروا، نہ مت

اڑنگیوں کا ہے شوق سب کو

یہ چاہتے ہیں

کہ مقتدر ہوں تو بس وہی ہوں

سوار ہو جائیں قوم پر وہ

یہ قوم زیرِ نگر ہوا ان کے
نہ سوچ بدلی نہ شکل بدلی
نہ عقل سنبھلی
میرا وطن بن گیا اکھاڑا
محبتوں کا زوال دیکھو
میرے وطن کا یہ حال دیکھو
کوئی مسیحا ہو، چارہ گر ہو
نظر بس اپنے ہی حلوے مانڈے پہ سب کی ٹھہرے
وہ خود کو سمجھے وطن کا نوکر
تو پھر کوئی بھی خسارہ نہ ہو
خدایا!
اب کے وہ لوگ آئیں
ہوں جن میں کچھ تو
عمر کی عثمان کی ادائیں



عبدالغنی ماہرؔ



مرے وطن کی ترقی کا خواب دیتا رہے
نگاہِ تشنہ کو شبنم کا آب دیتا رہے

نہ ہو بہار کا موسم تو باغبان ہمیں
خوشی کی بو سے مہکتا گلاب دیتا رہے

عوام ایسے ہی رہبر کا انتخاب کریں
دِلوں کو پیار کا جو اضطراب دیتا رہے

ہوئے ضرور وہ انصاف کا محافظ بھی
جو ظالموں کو سزا کا عذاب دیتا رہے

وطن کے مال کا اس کو ہی پاسبان کریں
جو پائی پائی کا سب کو حساب دیتا رہے

نہ بھید بھاؤ کرے ہو امیر ایسا ہی
کہ مستحق کو ہی زریں رکاب دیتا رہے

اسے ہی سامنے دشمن کے روبرو کرنا
جو جنگ لڑنے میں جرأت نصاب دیتا رہے

جلا دے پیار کا ایسا کوئی دیا ماہرؔ
اندھیری رات میں جو آفتاب دیتا رہے



نوید ظفرؔ کیانی

وڑ نہ جائے کہیں----



فونڈری سے الل ٹپ اُٹھایا گیا
اپنے سانچے میں ڈھالا، پکایا گیا
لا کے کم ظرف کو آزمایا گیا
قوم کے سر پہ برسوں بٹھایا گیا
کر دیا اُس نے جو بھی کرایا گیا
ملک کا کر کے یکسر صفایا گیا

چور تسلیم کر کے ہٹایا گیا
مافیاؤں کا سر سے جو سایہ گیا
بوٹ والوں کو پھر یاد آیا گیا
اپنے کھابوں کی خاطر بلایا گیا
چور در سے اُسے پھر سے لایا گیا
پھر سے مردے میں جاں کو گھسایا گیا
پھر بھی تشویش میں سب کو پایا گیا
گَس تو دی اِس پہ زیں انتخابات میں
وڑ نہ جائے کہیں انتخابات میں

یہ جو بریانی خوروں کا ہے راہبر
رتی بھر بھی نہیں اِس میں خوئے بشر
اپنی گفتار و کردار میں ہے ڈفر
معتبر تھا فقط پرچی کے زور پر
یوں تو بننے کو بنتا ہے شیرِ ببر
کوئی دیکھے جو چشمِ دروں کھول کر
یہ حقیقت میں بنتا ہے جو جانور

اُس کو ہم آپ کہتے ہیں ٹٹو یا خر
ریس میں آ کے تنہا بھی دوڑے اگر
ہار جانے کا پھر بھی رہے گا خطر
اِس کی اوقات کیا پوچھتے ہو ظفرؔ
خالی میدان اُس کے لئے ہے مگر
پھر بھی اُترا سا آتا ہے سب کو نظر
اُس کا روئے حسیں انتخابات میں
وڑ نہ جائے کہیں انتخابات میں

یہ مرا ملک چولوں کی نگری سہی
اِس کے لوگوں میں کم ہے شعور، آگہی
باندھ لے پھر بھی یہ بات پلے مری
کر نہ ان کو سمجھنے میں غلطی کبھی
اپنی جاں سے بھی پیاری ہے اِن کو خودی
یہ نہیں مانتے ہیں کسی کی تڑی
چاہے وہ بُوٹ کی ہو یا ہو کلغی کی
نگلیں کیا آنکھوں دیکھی وہ مکھی کوئی

اور مکھی بھی ”نورے فتورے“ کی سی
آنے تو دے ذرا فیصلے کی گھڑی
کاٹ ڈالیں گے اس کی بھی گڈی چڑھی
کہتا پھرتا ہے جو”ساڈی گل ہوگئی“
کچھ بھی کہتا رہے، لگ رہا ہے یہی
ووٹ ملنے نہیں انتخابات میں
وڑ نہ جائے کہیں انتخابات میں



ہاشم علی خان ہمدمؔ



انتخابی سیاستیں کیا ہیں؟
ووٹروں سے محبتیں کیا ہیں؟

پہلے کیا تھا؟ جواب نہیں ہوگا
عہد رفتہ میں جدتیں کیا ہیں؟

کیا ہے اخلاقیات کا مطلب؟
پردہ داروں پہ تہمتیں کیا ہیں؟

کس کے وعدوں پہ اعتبار کریں؟
لیڈروں کی فضیلتیں کیا ہیں؟

کس کا ٹھٹھا اڑایا جاتا ہے
جلسہ گاہوں میں جگتیں کیا ہیں؟

سب کھڑے ہیں کسی کٹھہرے میں
یہ عوامی عدالتیں کیا ہیں؟

گالیوں میں خطاب ہے جن کا
ایسے لوگوں کی عزتیں کیا ہیں؟

یہ لفافے کہاں سے ملتے ہیں؟
منشیوں کی اطاعتیں کیا ہیں؟

کس کے نعرے ہیں جلسہ گاہوں میں
ڈھولچی کی ریاضتیں کیا ہیں؟

کیسا منشور ہے میوزک میں؟
ڈانس والوں کی حرکتیں کیا ہیں؟

کون قابل ہے؟ کس کو جتوائیں؟
ووٹ دینے کی قیمتیں کیا ہیں؟

کس کی خدمت کا اعتراف کریں؟
کس سے پوچھیں کہ جنتیں کیا ہیں؟

کوئی کردار چھپ نہیں سکتا
پوسٹر پر یہ صورتیں کیا ہیں؟

اتنی مقبولیت کے ہوتے ہوئے
ظالموں کی اطاعتیں کیا ہیں؟

اشتہاروں میں کیا لکھا گیا ہے؟
اور حقیقت میں نیتیں کیا ہیں؟

انگلیاں ہیں تمام دوجوں پر
ٹی وی چینل پہ غیبتیں کیا ہیں؟

کون اپنا ضمیر بیچے گا ؟
کس کے سینے میں بیعتیں کیا ہیں؟

کس نے رستے میں چھوڑ دینا ہے؟
کس کے دل میں بغاوتیں کیا ہیں؟

کون مذہب کا نام بیچتا ہے ؟
کیا ہے ایماں؟ شریعتیں کیا ہیں؟

کون شعلا" کھڑا ہوا ہے یہاں
انقلابی شرارتیں کیا ہیں؟

نیب زادوں نے کیا کمایا ہے ؟
مال کیا ہے ؟ غنیمتیں کیا ہیں؟

جو ہوئے ہیں وہ فیصلے کیا ہیں؟
جو ملی ہیں ضمانتیں کیا ہیں؟

لڑنے مرنے پہ لوگ ہیں مائل
یہ سیاسی عقیدتیں کیا ہیں؟

ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں
ان کی آپس میں نسبتیں کیا ہیں؟

ایک نانی کے سب نواسے ہیں
یہ دکھاوے کی لعنتیں کیا ہیں؟

کون سمجھے کہ آگے کیا ہو گا ؟
کون جانے مصیبتیں کیا ہیں؟

کون ہمدم ہمیں بتائے گا ؟
آنے والی حکومتیں کیا ہیں؟



ہاشم علی خان ہمدمؔ

چند قطعات

الیکشن / سلیکشن

کیسی پکچر کی ریفلیکشن ہے
پھر سے لوٹوں کی ری کلیکشن ہے

کیا تماشا ہے یہ تماشا گر؟
یہ الیکشن ہے یا سلیکشن ہے

چنتخاب

میڈیا پر پے اشتہار کہ کچھ
انتخابات ہونے والے ہیں

صاف لگتا ہے بند گلیوں میں
چنتخابات ہونے والے ہیں

انتخابی نشان

انتخابی جہیز میں شامل
کوئی چمٹا ہے، کوئی بیلن ہے

کس کی تھالی میں جائے گا جس کا
چنتخابی نشان بینگن ہے

آزاد امیدوار

انتخابی نشان کوئی نہیں
پارٹی ہے نہ جس کا جھنڈا ہے

ایسے آزاد کو کہیں لوٹا
جس کا منشور ہے نہ نعرہ ہے

گیٹ نمبر چار

کوئی ڈگی میں آنے والا ہے
منتظر ہیں کسی کے پہرے دار

لاٹری کس کے نام نکلے گی
کھلنے والا ہے گیٹ نمبر چار

۔۔۔اور یہ ایمپائر

ہر کھلاڑی کو ریڈ کارڈ دیا
پٹنے والوں کی ریٹیاں دیکھیں

روک دیتا ہے گول ہوتے ہوئے
ایمپائر کی سیٹیاں دیکھیں



مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام	انتخابات
مشاعرہ رنگ	موضوعاتی مشاعرہ و نظم رنگ۔ (طنز و مزاح)
وضاحت	یہ برقی کتاب بین الاقوامی ادبی تنظیم **موجِ غزل** کے فیس بک پر منعقد کردہ **مشاعرہ نمبر ۴۰۲** پر مشتمل ہے۔
کاپی رائٹ	جملہ حقوق بحق منتظمین محفوظ۔
اِجازت	اِس کتاب کو حوالہ جات یا غیر کاروباری نقطۂ نظر سے استعمال کیا جا سکتا ہے یا اِس کا اشتراک کیا جا سکتا ہے تاہم اس میں کسی قسم کی کانٹ چھانٹ یا اس کی شکل تبدیل کرنے کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ اِس کے لئے شاعر کی پیشگی اجازت از حد ضروری ہے۔
صفحات	۳۲
تاریخ مشاعرہ	۳ فروری ۲۰۲۴ء
منتظمین	ہاشم علی خان ہمدمؔ، نوید ظفر کیانیؔ، روبینہ شاہین بیناؔ۔
پبلشر	مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔ اسلام آباد، پاکستان۔
برقی ڈاک	nzkiani@gmail.com
ارکائیو ربط	archive.org/details/@nzkiani

موجِ غزل

کے ہفتہ وار مشاعرے

طرحی رنگ

پابند ردیف رنگ

اصنافِ سخن رنگ

منفرد ردیف رنگ

منفرد بحر رنگ

اسم ہائے ربانی رنگ

منفرد قوافی رنگ

موضوعاتی رنگ

مزاحیہ رنگ

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام